آئی او ایس خبر نامہ

جلد: ۹ شمارہ : ۴/اکتوبر تا دسمبر۲۰۱۰ء شوال المکرم تا ذی الحجہ ۱۴۳۱ ھ قیمت: 5 روپے

(اسٹیج پر رونق افروز دائیں سے) جسٹس بی اے خان، ایڈوکیٹ یوسف حاتم مچھالہ، جسٹس فخر الدین، جسٹس اے ایم احمدی، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس اے ایس قریشی اور سینئر وکیل پی پی راؤ

دستور کا تحفظ : سول سوسائٹی کا کردار

بابری مسجد کے تنازعہ میں الہ آباد ہائی کورٹ نے جو غیر متوقع فیصلہ دیا ہے، اس سے آئین ہند کو بڑا دھچکہ لگا ہے۔ کیونکہ اس فیصلہ میں دستوری وقانونی اصولوں اور روایات کو بالائے طاق رکھ کر ایک مخصوص عنصر کی آستھا کو قانون کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ سے مسلمانوں کے ساتھ ہی بہت بڑی تعداد میں انصاف پسند ہندوؤں، قانون دانوں، وکلاء، صحافیوں اور دانشوروں کو بھی خاصی تشویش ہے۔ ان کا احساس ہے کہ اس فیصلہ سے ملک کی دستوری سیکولر جمہوریت کا مستقبل خطرہ میں ہے۔ اسی پس منظر میں معروف تھنک ٹینک انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے دستور کا تحفظ: سول سوسائٹی کا کردار کے اوپر ایک مذاکرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

یہ مذاکرہ چار دسمبر 2010 کو انڈین لا انسٹی ٹیوٹ میں ہوا جس کی صدارت سابق چیف جسٹس آف انڈیا جسٹس اے ایم احمدی نے فرمائی۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں الہ آباد کورٹ کے فیصلہ کو ایک پنچایتی فیصلہ قرار دیا۔

مذاکرہ کے آغاز میں جسٹس فخر الدین نے مختصراً موضوع کا تعارف کرایا، سکھ کمیونٹی کے نمائندہ سردار آر ایس چھتوال نے 1984 کے سکھ مخالف فسادات کے حوالہ سے بتایا کہ سول سوسائٹی سکھوں کے اس قتل عام کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے آگے نہیں آئی۔ (بقیہ صفحہ 3 پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام ربانی

اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور اچھا عمل کیا اور کہا کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ (حم السجدہ : ۳۳)

اداریہ

نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

قرآن اور صاحب قرآن کی اہانت کی مہم تاریخ کے مختلف ادوار میں جاری رہی ہے۔ یہ مہم صدر اسلام سے شروع ہوئی تھی اور اب اپنی انتہاء کو پہنچ رہی ہے، جب امریکی ریاست فلوریڈا کے ایک عیسائی پادری جونز نے یہ اعلان کیا کہ وہ گیارہ ستمبر کو قرآن کے نسخے جلائے گا اور ہر سال ایسا کیا کریگا، ہر طرف سے تھو تھو ہونے اور دباؤ پڑنے کے بعد اس پادری نے بالآخر اپنا اعلان واپس لے لیا۔ تاہم ۱۶ ستمبر کو اسرائیل کے شہر یروشلم میں یہودی صیہونی شدت پسندوں کے ذریعہ قرآن کی اہانت ہو یا ہندوستان میں بھی اسلام دشمن شدت پسندوں کی طرف سے اس قسم کے مظاہرے ہوں مثلاً قرآن کی ۲۴ آیات کو اس سے حذف کرنے کا مطالبہ، اسی طرح ڈنمارک کے ایک کارٹونسٹ کا صاحب قرآن رسول اکرم ﷺ کے کارٹون بنانا، اس سے کچھ عرصہ قبل ہند نژاد ادیب سلمان رشدی کا شیطانی آیات لکھنا، بنگلہ دیش کی ایک مصنفہ کا برقع، پردہ اور اس کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکالنا سب اسی مہم کا حصہ ہیں۔

دراصل یہ وہی پرانی تکنیک ہے جو کفار مکہ اور یہود مدینہ نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے مشن کے خلاف اپنائی تھی۔ رسول اکرم ﷺ اپنا مشن پورا کر کے دنیا سے چلے گئے مگر آپ ﷺ کا مشن آج بھی باقی اور زندہ ہے۔ آپ کا لایا ہوا زندہ جاوید دستور حیات آج بھی باقی ہے اور سارے انسانوں کے لیے پیام رحمت بنا ہوا ہے۔ اسی لیے اسلام پر حملہ کرنے اس کی دعوت کا راستہ روکنے اور مسلمانوں کو پر امن دعوت و تبلیغ کے راستہ سے ہٹا کر ردّ عمل کی کارروائیوں میں مشغول کرنے کی غرض سے دشمنان دین آج پھر اسی آزمودہ تکنیک سے کام لے رہے ہیں کہ قرآن کو سمبل بنا کر اس پر حملے کیے جائیں، اسے دہشت گردی کی تعلیم دینے والی کتاب بتایا جائے، دنیا کو لوگوں کو اس سے خوف دلایا جائے تا کہ لوگ اس کے قریب نہ جائیں، وہ اس کا مطالعہ نہ کریں کہ اگر اس کے قریب پہنچ گئے تو ان کی دل کی دنیا بدل سکتی ہے۔

لیکن بحیثیت داعی امت کے ہم کو آج جو واقعات قرآن کے خلاف اور رسول اکرم ﷺ کے خلاف معاندین کی جانب سے پیش آ رہے ہیں ان پر مشتعل ہونے یا منفی ردّ عمل کے اظہار کی ضرورت نہیں بلکہ یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ حالات جہاں امت مسلمہ کے لیے چیلنج پیش کرتے ہیں وہیں دوسری طرف امکانات کا دروازہ بھی کھولتے ہیں۔ دشمن اگر قرآن کو جلانے کی بات کرتا ہے تو ہمیں یہ کرنا ہے کہ ساری دنیا میں قرآن کو پھیلا دیں تا کہ لوگ اسے پڑھیں اور سمجھیں اور اپنے آپ کو بدلیں۔ اگر ہم اس منفی مہم کا مثبت جواب دیں تو یقیناً لوگ قرآن کی طرف پہلے سے زیادہ متوجہ ہوں گے اور قبول اسلام کی رفتار بھی بڑھ جائے گی۔ **(ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی)**

چیئرمین : ڈاکٹر محمد منظور عالم
چیف ایڈیٹر : ڈاکٹر سید عبد الباری
ایڈیٹر : ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی
سرکولیشن منیجر : سید محمد ارشد کریم
پیج میکنگ : نذیر الحسن

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز
۱۶۲/ جوگا بائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

بدل اشتراک : 20 روپے سالانہ

فون نمبر: 26981187,26989253 فیکس: 26981104
E-mail:- manzoor@ndf.vsnl.net.in
Web site: www.iosworld.org

مذاکرہ کے شرکا۔ کا ایک منظر

(صفحہ 1 کا بقیہ)

دہلی ہائی کورٹ کے وکیل ایم ایم کشیپ کا کہنا تھا کہ اگر الہٰ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ کو چیلینج نہیں کیا گیا تو یہ ایک نظیر بن جائے گا اور آیندہ اس سے زبردست نقصانات ہوں گے۔ جسٹس اے ایس قریشی نے کہا کہ دستور کو بنے ہوئے ۶۰ سال سے زیادہ ہوگئے مگر حقیقی معنوں میں ہم دستور کو ابھی تک نافذ نہیں کر سکے نتیجہ یہ ہے کہ انڈیا ایک یک جہت قوم نہیں بن سکا وہ مختلف قوموں کا مجموعہ ہے۔ پروفیسر کے ایم شرمالی نے کہا جس دن اجودھیا کے مسئلہ پر الہ آباد کورٹ کا فیصلہ آیا انہوں نے نوٹ کیا کہ تمام ٹی وی چینل اس فیصلہ کے تجزیہ کے بجائے اسے ایک حقیقت مان کر پیش کر رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ صرف بابری مسجد ہی نہیں ٹوٹی بلکہ آئین ہند کا انہدام ہوا ہے، دستور کا ایک انہدام تو 1992 میں اس دن ہوا جب مسجد گرائی گئی اور دوسرا انہدام ۳۰ر ستمبر 2010 کو ہوا جب یہ فیصلہ آیا۔ فاضل مقرر نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ ہائی کورٹ نے آستھا کی بات کی تو آخر ہندوؤں کے ایک سیکشن کی آستھا ہی کیوں مسلمانوں کی آستھا کیوں نہیں اسی طرح دوسری قوموں کی آستھا کیوں نہیں؟

آئی او ایس کے جنرل سیکریٹری پروفیسر ظہور محمد خان نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم ۲۰ سال سے سول سوسائٹی کو شامل کرکے اس طرح کے فکری پروگرام کرتے آرہے ہیں مگر قومی میڈیا اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتا، انگریزی اخبارات اور چینلوں پر ہماری کوئی خبر نہیں دکھائی جاتی حالانکہ میڈیا سول سوسائٹی کا ایک اہم حصہ ہے۔ جے این یو کے پروفیسر امریٹس ٹی کے اومین نے خیال ظاہر کیا کہ ہمیں ریاست، مارکیٹ اور سول سوسائٹی کے رول پر بحث کرنی چاہیے، انہوں نے کہا کہ سیکولرازم اصل میں مطلق العنانی کا بچہ ہے۔ گاندھی جی اور نہرو اپنی ساری کوششوں کے باوجود ایک حقیقی سیکولر اقدار پر مبنی سماج بنانے میں ناکام ہوئے۔ جین نمایندہ پروفیسر سدھیپ جین نے بتایا کہ تقریباً ۱۰۰ جین مندر ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں مگر کوئی ان کے لیے آواز نہیں اٹھاتا۔ سول سوسائٹی اس کے لیے کچھ نہیں کرتی۔ (باقی صفحہ 4 پر)

عمر خالدی کی وفات پر تعزیتی نشست

معروف اسکالر ڈاکٹر عمر خالدی کی وفات پر انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نئی دہلی نے 2/ دسمبر 2010 کو ایک تعزیتی نشست کا انعقاد کیا۔ جس میں ان کی وفات کو مسلم ملت کا ایک نقصان قرار دیا گیا۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر عمر خالدی حیدر آباد سے تعلق رکھتے تھے لیکن ایک طویل مدت سے امریکہ میں مقیم تھے۔ وہ اسلامیات، اسلامی فن تعمیر اور ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل پر اتھارٹی تھے۔ ان کی اعلیٰ تعلیم امریکہ کی دانش گاہوں میں ہوئی تھی۔ 30/ نومبر کو ان کا اچانک انتقال ہوگیا۔ سہ ماہی مطالعات کے مدیر ڈاکٹر اوصاف احمد نے کہا کہ عمر خالدی ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل پر سوچتے رہتے تھے۔ اقتصادیات کے ماہر ڈاکٹر ابوصالح شریف نے کہا کہ اردو کے اوپر عمر خالدی نے ایک زبردست رپورٹ لکھی ہے۔ صحافی اے آصف نے کہا کہ سقوط حیدر آباد پر ان کی کتاب سے بہتر کوئی کام انگریزی میں نہیں ہوا۔ حیدر آباد سے آنے والے اور عمر خالدی کے قریبی ساتھی ڈاکٹر سجاد شاہین نے کہا عمر خالدی کی مخصوص صفت تھی مختلف موضوعات اور خاص کر حیدر آباد سے متعلق تحقیقی مواد جمع کرنا۔ سقوط حیدر آباد پر انہوں نے اس وقت کام کیا جب اس پر زبان کھولنا جرم سمجھا جاتا تھا۔ two circle.net ایڈیٹر انچیف کاشف الہدی نے بوسٹن امریکہ میں عمر خالدی سے اپنے تعلقات اور تجربات کا تذکرہ کیا۔ مولانا عطاء الرحمان قاسمی نے تفصیل سے عمر خالدی اور ان کے والد ابوالنصر خالدی کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔

ڈاکٹر محمد منظور عالم چیئرمین آئی او ایس نے کہا کہ تحقیق عمر خالدی کا خاصہ تھا تجزیہ، گہرائی اور گیرائی کے ساتھ ان میں جرأت اظہار بھی تھی۔ ہمیں ان سے یہ سبق سیکھنا چاہیے کہ تحقیق کے ساتھ ہر بات کہیں۔ اردو کی صورت حال پر ڈاکٹر عمر خالدی کی مرتب کردہ رپورٹ کے بارے میں انہوں نے اعلان کیا کہ اسے آئی او ایس سے شایع کیا جائے گا۔

پروگرام میں نیو اسٹریم میڈیا کے سکھر دیپ چکرورتی اور مولانا عبداللہ طارق نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پروگرام کی نظامت کے فرائض ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی نے انجام دیے۔

(صفحہ 3 کا بقیہ)

ایک اور سکھ نمایندہ ڈاکٹر ایس ایم سدھو نے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کے حوالہ سے بتایا کہ بابری مسجد جیسا ہی ایک کیس لاہور کے شہید گنج گردوارے کا ہے جس پر مسلمانوں نے مسجد ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور یہ کیس کئی بار عدالتوں میں گیا مگر مسلمانوں کے خلاف فیصلہ ہوا اور وہ گردوارا ابھی تک گردوارا ہی ہے۔ مسلمانوں نے عدالتی فیصلہ کو پوری طرح مانا پھر بھی ان کو غیر سیکولر کہا جاتا ہے۔

مذاکرہ کے دیگر اہم مقررین میں سینئر وکیل ممبئی ہائی کورٹ یوسف حاتم مچھالا، پروفیسر ٹی کے اومین، پروفیسر امیرٹس جواہر لال نہرو یونیورسٹی، مسٹر ایم ڈی تھامس، قومی ڈائرکٹر کمیشن فور ریلیجیس ہارمنی C.B.C.I سینٹر نئی دہلی، ڈاکٹر راہل داس سکریٹری بودھسٹ اپاسک سنگھ نئی دہلی، جسٹس ایس بی خان، معروف وکیل پی پی راؤ، ایڈوکیٹ وجیہہ رکسرنا، وغیرہ شامل ہیں۔

آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے اخیر میں کلمات تشکر ادا کیے اور بتایا کہ سماج میں بیداری لانے کی یہ مہم جاری ہے اور وہ اسی مہینے دو اور پروگرام ملک کے مختلف حصوں میں کرنے جا رہے ہیں۔ مذاکرہ میں مطالعات کے مدیر ڈاکٹر اوصاف احمد آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے صدر سید شہاب الدین، جمعیۃ علماء ہند کے عبدالحمید نعمانی کے علاوہ بڑی تعداد میں صحافی، وکلاء اور دانشوروں نے شرکت کی۔

آئی او ایس سلور جبلی تقریبات منائے گا

گورننگ کونسل کے ارکان باہمی مشاورت اور تبادلۂ خیال کرتے ہوئے

معروف تھنک ٹینک انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) نے اپنے قیام کے 25 سالہ سفر کو سلور جبلی کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس بابت 24/ اکتوبر 2010 کو یہاں انسٹی ٹیوٹ کے ہیڈ آفس میں منعقد 24ویں سالانہ گورننگ کونسل اور جنرل اسمبلی کی میٹنگ میں اتفاق رائے سے طے کیا گیا ہے کہ پورے ملک میں سلور جبلی تقریبات اپریل 2011 سے اپریل 2012 تک منائی جائیں گی۔ اس کی افتتاحی تقریب 15 سے 17 اپریل 2011 کو نئی دہلی میں ہوگی، اس کے علاوہ 10 کانفرنسیں الگ الگ موضوعات پر حیدرآباد، جموں و کشمیر، بھونیشور، پٹنہ، بنگلور، کولکاتہ، چنئی، کالی کٹ، علی گڑھ اور پونہ وغیرہ میں ہوں گی۔ افتتاحی اجلاس کا موضوع ہوگا ”علم، ترقی اور امن کی طرف: مستقبل کا خاکہ“۔

سلور جبلی سیریز کا اختتامی پروگرام 14 تا 16/ اپریل 2012 کو نئی دہلی میں ہوگا جس کا موضوع ہوگا۔ ”اقلیتی شناخت، اختیارات: عالمی تناظر میں دشواریاں اور امکانات“ اس موقع پر آئی او ایس کی 25 سالہ کارکردگی کی بنیاد پر مبنی رپورٹ کے علاوہ اہم مطبوعات، آئی او ایس جرائد کے خاص نمبر اور آئی او ایس کے 25 سالہ سفر پر مبنی ایک فلم ریلیز کی جائے گی۔ نیز مضمون نویسی کے مقابلہ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کا عنوان ہے ”اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت میں آئی او ایس کا کردار: تاریخ و امکانات“ اس میں 35 سال کی عمر تک کے اسکالر حصہ لے سکتے ہیں۔ یہ مدرسہ، اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں زیر تعلیم سبھی طلبہ کے لئے اوپن ہے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں نے ہندوستانی مسلمانوں کی سماجی، تعلیمی اور ثقافتی خدمات میں اہم رول ادا کیا ہے انھیں سرٹیفکٹ آف میرٹ کے ایوارڈ سے بھی نوازا جائیگا۔

گورننگ کونسل اور جنرل اسمبلی نے آئندہ سال ستمبر میں ایک بین الاقوامی کانفرنس بعنوان ”21ویں صدی میں ہندوستان اور عالم اسلام“ کرنے کا فیصلہ کیا ہے نیز انسٹی ٹیوٹ کی تحقیقی بنیاد پر مبنی کتاب ”20ویں صدی کی 100 عظیم مسلم شخصیات“ کی طرز پر 1400 سالہ ہجری کی مناسبت سے ”1400 عالمی مسلم شخصیات“ پر تاریخی دستاویز کو مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی سلور جبلی تقریبات

(اپریل 2011 تا اپریل 2012)

آئی او ایس کی جنرل اسمبلی کی میٹنگ کا ایک منظر

1۔ کانفرنسیں اور پروگرامس:

1۔ آئی او ایس کی سلور جبلی تقریبات کے افتتاحی پروگرام کا موضوع:

"علم، ترقی اور امن کی طرف: مستقبل کا خاکہ"

یہ پروگرام 15/اپریل تا 17/اپریل 2010 کو نئی دہلی میں ہوگا۔

2۔ سلور جبلی سیریز کا اختتامی پروگرام بھی 14 تا 16/اپریل 2010 کو نئی دہلی میں ہوگا۔ جس کا موضوع ہوگا:

"اقلیتی شناخت وحقوق: آیندہ کے عالمی تناظر میں دشواریاں اور امکانات"

نئی دہلی میں مذکورہ بالا افتتاحی اور اختتامی پروگراموں کے علاوہ 10 بڑے پروگرام ملک کے بڑے شہروں میں منعقد ہوں گے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ اسلامی ثقافت اور آرٹ

13-15 مئی 2011ء کو حیدرآباد (آندھرا پردیش) میں

2۔ سود سے پاک ادارہ جاتی میکانزم (بینکنگ، مالیات اور انشورنس) سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے

3-5 جون 2011ء کو کشمیر، احمد آباد (گجرات) میں

3۔ عدلیہ، اخلاقیات اور لوگوں کو انصاف دینے کا نظام

8-10 جولائی 2011ء کو بھونیشور (اڑیسہ) میں

4۔ تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزہ اور امکانات

16-18 ستمبر 2011ء کو پٹنہ (بہار) میں

5۔ گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی قوت

14-16 اکتوبر 2011ء کو بنگلور (کرناٹک) میں

6۔ گلوبلائزنگ دنیا میں اچھا نظمِ حکومت

18-20 نومبر 2011ء کو کلکتہ (مغربی بنگال) میں

7۔ معاصر دنیا میں نوجوانوں کے سامنے چیلینجز

9-11 دسمبر 2011ء کو چنئی (تامل ناڈو) میں

8۔ خواتین کا امپاورمنٹ: نمونہ، وسائل اور طریقہ ہائے کار (مقاصدِ شریعت کی روشنی میں)

6-8 جنوری 2012ء کو کالی کٹ (کیرالا) میں

9۔ امن اور ترقی: مذاہب کا رول

10-12 فروری 2012ء کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (یوپی) میں

10۔ ترقی کا نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ

10-12 مارچ 2012ء کو پونے (مہاراشٹر) میں

2۔ اس موقع سے ریلیز ہونے والی مطبوعات یہ ہیں:

- آئی او ایس کی ۲۵ سالہ رپورٹ انگلش، عربی اور اردو میں ریلیز ہوگی۔
- اہم مطبوعات ریلیز ہوں گی۔
- مطالعات کا خاص نمبر اقلیات کے اوپر (عربی اور اردو) میں جرنل آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، ریلیجن اینڈ لاء ریویو، ہیومن رائٹس ٹوڈے اور آئی او ایس نیوز لیٹر ریلیز ہوں گے۔
- اس موقع سونیئر کا اجراء بھی ہوگا۔ جس میں درج ذیل چیزیں ہوں گی:
- پیغامات، تأثرات، آئی او ایس کا تعارف، وابستہ شخصیات (موجودہ اور سابقہ بشمول غیر ملکی) کا چند سطری تعارف مع فوٹو کے، ہندو و بیرون ہند کے افراد و کمپنیوں کے اشتہارات۔

3۔ گزشتہ 25 سالوں میں آئی او ایس کے ذریعہ انجام دیے گئے کاموں پر ایک فلم ریلیز ہوگی۔

4۔ اس موقع پر معززین کو مومنٹو پیش کئے جائیں گے۔

5۔ آئی او ایس کی ویب سائٹ پر سلور جبلی کے لئے ایک خاص ویب سائٹ مہیا کی جائے گی۔

6۔ آئی ایس کے سفر کو دکھانے کے لئے مخطوطات، کتابوں، پینٹنگس، خطاطی اور آرٹ کی نمائش کی جائے گی۔

7۔ 40 سال تک کی عمر کے، کالج اور مدارس کے طلبہ اور نوجوانوں کے لئے پروگرام کے تحت، ایک مقابلۂ مضمون نگاری منعقد کیا جائے گا۔

8۔ ملک بھر سے منتخب اشخاص (مسلم و غیر مسلم) کو اقلیتوں اور دوسرے پسماندہ طبقات کی رفاہی تعلیمی اور سماجی میدانوں میں اہم خدمات انجام دینے پر سرٹیفکیٹ آف میرٹ سے نوازا جائے گا۔

IOS کیلنڈر 2011 کی جھلکیاں

ہر نئے سال کے آغاز پر آئی او ایس گزشتہ اٹھارہ سالوں سے نہایت خوشنما، دل کش اور معلوماتی چہار ورقی کیلنڈر شائع کرتا رہا ہے۔ امسال بھی روایت کے مطابق چار صفحات پر درج ذیل معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

1۔ پہلے صفحہ پر دنیا: مساجد تاریخ کے آئینہ میں (حرم مکی کی ابتداء وارتقا)۔

2۔ ہندوستان: ملازمین کی صورتِ حال: سماجی مذہبی گروہوں کے درمیان زمرے اور جنس کے اعتبار سے (2004 تا 2005)۔

3۔ ہندوستان: گھریلو آمدنی وخرچ نیز غربت (ریاستی سطح پر (2004 تا 2005)۔

4۔ ہندوستان: لوک سبھا میں مسلم خواتین 1952 تا 2009۔

ایودھیا فیصلہ کے قانونی نتائج پر شام مذاکرہ

نئی دہلی ۷ را کتوبر 2010: بابری مسجد کے سلسلہ میں الہ آباد کی لکھنؤ بینچ نے جو فیصلہ دیا اس کے نتائج واثرات سے سول سوسائٹی کو باخبر کرنے اوراس کو متحرک کرنے کے لیے معروف تھنک ٹینک انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (IOS) نے 7را کتوبر 2010 کو آئی او ایس کمیٹی روم میں اس پر ایک شامِ مذاکرہ کا اہتمام کیا جس میں سپریم کورٹ کے سینئر وکیل جناب ایم ایم کشیپ نے اپنے خیالات کا تفصیل سے اظہار کیا، جبکہ پروفیسر افضل وانی نے اس مذاکرہ کی صدارت کی اور موضوع اور مقرر کا تعارف جناب مشتاق احمد ایڈوکیٹ سینئر وکیل سپریم کورٹ نے کرایا۔

فاضل مقرر نے بابری مسجد کیس پر روشنی ڈالی اور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے بارے میں اپنی دوٹوک رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس فیصلہ میں فیصلہ شہادتوں اور قانونی ثبوتوں کی بنیاد پر نہیں ہوا بلکہ آستھا کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اور کورٹ میں عقیدہ یا آستھا کو سرے سے کوئی شہادت اور ثبوت نہیں مانا جاتا لہٰذا یہ فیصلہ بہت افسوس ناک ہے۔ اور اس کے خلاف سپریم کورٹ میں ضرور جانا چاہیے ورنہ تو ملک میں ایک غلط نظیر قائم ہوجائے گی۔ اور اگر اب نہیں تو ۱۰، ۲۰ سال بعد اس کے خطرناک نتائج ومضمرات سامنے آئیں گے۔

مقرر نے اس پر بھی زور دیا کہ بابری مسجد کی جو اصل جگہ ہے اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیے۔ مذاکرہ کے شرکاء نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ جس طرح ہائی کورٹ نے آستھا کی بنیاد پر یہ فیصلہ دیا ہے یہ بھی تو ممکن ہے کہ سپریم کورٹ بھی یہی رخ اپنائے اور کسی طرح معاملہ کو نپٹانے کی کوشش کرے۔ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ میں اس کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ باقاعدہ طے شدہ امر ہے کہ عقیدہ وآستھا کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔

مقرر نے کہا کہ ملک میں بہت سی طاقتیں اپنا کھیل رہی ہیں ایسے میں مسلمانوں اور وطن دوستوں کو سامنے آنا چاہیے اور اس ملک کو بچانے کا کام کرنا چاہیے جس کے لیے ملک میں شفاف عدالتی کارروائی، جمہوری اور سیکولر روایات کی پاسداری ضروری ہے۔

اس مذاکرہ میں پروفیسر افضل وانی، پروفیسر اقبال حسین، مشتاق احمد ایڈوکیٹ، سینئر صحافی ضیاء الحق، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، سپریم کورٹ کے سابق وکیل اسرار احمد، موجی خان اور پرواز رحمانی ایڈیٹر سہ روزہ دعوت نے سرگرم حصہ لیا اور میڈیا کے نمائندوں اور ملی رہنماؤں وکارکنوں نے خاصی بڑی تعداد میں حصہ لیا اور پروگرام کو کامیاب بنایا۔

شامِ مذاکرہ کا ایک منظر

''ایودھیا فیصلہ: سول سوسائٹی کا موقف'' پر مذاکرہ

(دائیں سے) مشتاق احمد ایڈوکیٹ، جسٹس بی اے خان، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس اے ایم احمدی، جسٹس ایم اے کاظمی

بابری مسجد کے سلسلہ میں الٰہ آباد کی لکھنؤ بینچ نے جو فیصلہ دیا اس کے نتائج واثرات سے سول سوسائٹی کو باخبر کرنے اور اس کو متحرک کرنے کے لیے معروف تھنک ٹینک انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (IOS) نے اس پر ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا۔ یہ مذاکرہ ۲۳؍اکتوبر کو بروز ہفتہ انڈیا اسلامک کلچر سینٹر میں منعقد کیا گیا۔ جس میں بڑی تعداد میں قانون دانوں، صحافیوں، دانشوروں اور مؤرخین اور سماجیات کے ماہرین نے حصہ لیا۔ جسٹس ایس ایم کاظمی نے کہا کہ یہ مسئلہ ہندو مسلم مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ سیکولرازم کو ماننے نہ ماننے کا مسئلہ ہے۔ بابری مسجد کیس کے وکیل رہ چکے مسٹر ایم ایم کشیپ نے کہا کہ یہ بھی اہم سوال ہے کہ بابری مسجد کی پوری زمین وقف کی پراپرٹی ہے، پرانے دستاویزات کے مطابق وہ نزول کی اراضی ہے اور قانون کے مطابق وقف جائداد پر بنی کسی عمارت کے گرجانے، ٹوٹ جانے یا تباہ کردیے جانے سے اس زمین کی وقف کی حیثیت ختم نہیں ہوجاتی۔ جسٹس اے ایم احمدی نے کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہائی کورٹ کے معزز ججوں نے مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے ایک فارمولہ دینے کی کوشش کی مگر یہ اس لیے ناکام کوشش ہے کہ دونوں متعلقہ پارٹیوں میں سے کسی کو بھی منظور نہیں ہے۔ عدالت کا کام کوئی فارمولہ دینا نہیں۔ شہادتوں کی بنیاد پر فیصلہ کرنا ہے جو بدقسمتی سے اس فیصلہ میں ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

مذاکرہ میں متفقہ طور پر یہ رائے سامنے آئی کہ اس مسئلہ پر قانونی لڑائی لڑی جانی چاہیے اور پوری تیاری کے ساتھ سپریم کورٹ جانا چاہیے۔ اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آئی کہ یہ ہندو مسلم اور مندر مسجد نزاع نہیں بلکہ قانون کی بالادستی اور پاسداری کا مسئلہ ہے۔

اس مذاکرہ میں جسٹس اے ایم احمدی، جسٹس بے اے خان، مسٹر ایم ایم کشیپ ایڈوکیٹ، این ڈی پنچولی، ایس ایم اے کاظمی، ڈاکٹر ابوصالح شریف، مؤرخ شبیہ احمد، جسٹس ایس ایم اے کاظمی، پروفیسر رفاقت علی خاں سابق صدر شعبہ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ، ڈاکٹر عرشی خان ریڈر اے ایم یو علی گڑھ سید شہاب الدین صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت اور ڈاکٹر محمد منظور عالم چیئرمین آئی او ایس وغیرہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مذاکرہ کی صدارت جسٹس اے ایم احمدی سابق چیف جسٹس آف انڈیا نے کی جبکہ نظامت کے فرائض جناب مشتاق احمد ایڈوکیٹ سپریم کورٹ نے انجام دیے۔

مذاکرہ: آئین کی حفاظت اور سول سوسائٹی کا کردار

26 دسمبر 2010ء کو چنڈی گڈھ کے کسان بھون میں آل انڈیا ملی کونسل، آل انڈیا پنتھک کونسل، انڈین ایسوسی ایشن آف مسلم سوشل سائنٹسٹس، شریمونی اکالی دل اور اکالی دل (آزاد) کے اشتراک سے ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جن کا عنوان تھا "آئین ہند کی حفاظت اور سول سوسائٹی کا رول: ہندوستان میں دوسری آزادی کی لڑائی کا آغاز" مذاکرہ کی صدارت جسٹس اے ایم احمدی سابق چیف جسٹس آف انڈیا نے کی۔ جس میں چنڈی گڈھ، پنجاب، ہریانہ اور راجستھان سے بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ سردار جسبیر سنگھ سابق صدر شری اکال تخت صاحب نے گروگرنتھ صاحب کے اشلوک سے مذاکرہ کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ سارے انسان ایک ہی روشنی سے آئے ہیں اس لئے سب برابر ہیں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے ہر مذہب میں بشمول سکھ مذہب، انصاف کی بات کہی گئی ہے اس لئے سماج میں انصاف کا بول بالا ہونا چاہئے۔ سرکردہ سکھ رہنما اور دانشور ڈاکٹر بھگوان سنگھ نے مسجد شہید گنج لاہور کے مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ سکھوں نے مسجد پر قبضہ کرکے اسے گوردوارہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ کئی دہائیوں کے بعد مسلمانوں نے مسجد کی بازیابی کے لئے مقدمہ دائر کیا لیکن وہ مقدمہ اس بنیاد پر ہار گئے کہ سکھوں نے کئی دہائیوں تک مسجد کو اپنے قبضہ میں رکھ کر اپنی ملکیت مکمل کرلی تھی۔ مسلمان پریوی کونسل سے بھی مقدمہ ہار گئے۔ جب پاکستان کا قیام ہوا تو مسلمانوں نے سر سکندر حیات خاں سے مطالبہ کیا کہ قانون بنا کر یا کسی طرح سے مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کیا جائے۔ انہوں نے جناح سے مشورہ کیا اور آخر میں حکومت نے مسجد کو جو کہ گوردوارہ کی شکل اختیار کر چکا تھا، مسلمانوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا اور آج بھی وہ مسجد گوردوارہ ہے۔ اتنا بڑا انصاف ایک اسلامی ملک میں ہوا۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ بابری مسجد مندر تھی یا مندر توڑ کر بنائی گئی تھی تب بھی چونکہ وہ سو سالوں تک مسلمانوں کے قبضہ میں تھی اس لئے یہ قبضہ مسلسل مسلمانوں نے اپنی ملکیت مکمل کرلی تھی اور مسجد شہید گنج کے فیصلے کی نظیر کے حساب سے بابری مسجد مقدمات کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہونا چاہئے تھے۔ انہوں نے الہ آباد ہائی کورٹ پر پریوی کونسل اور سپریم کورٹ کی نظیر کو نظر انداز کرنے کا الزام لگاتے ہوئے فیصلے کو سراسر غلط قرار دیا۔

پنجاب یونیورسٹی کے سابق پروفیسر درشن سنگھ نے کہا کہ 1903ء سے ہی اس ملک کا اکثریتی فرقہ ایک خاص ذہن اور نظریہ سے کام کر رہا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے مسلم اکثریتی علاقے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا بعد میں اس کا ایک حصہ الگ ملک بنگلہ دیش بن گیا۔ محمد علی جناح حالات کا صحیح اندازہ نہ کر سکے اور اکثریتی فرقہ کے بچھائے جال میں پھنس گئے۔ پروفیسر درشن سنگھ نے مزید کہا کہ اسی خاص ذہنیت کی وجہ سے آئین ہند اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام ہے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ہندوستانی اقلیتوں کو اقتدار میں حصہ کے لئے کوشاں ہونا چاہئے۔ سپریم کورٹ کے ایڈوکیٹ مشتاق احمد نے اپنی تقریر میں کہا کہ دنیا میں ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ کسی عدالت نے شواہد کی بنیاد پر نہیں بلکہ عقیدہ کی بنیاد پر فیصلہ دیا ہے اور عقیدہ کی بنیاد پر اس لئے فیصلہ دیا ہے کیوں کہ بابری مسجد کو رام مندر ثابت کرنے کے لئے یا یہ ثابت کرنے کے لئے کہ بابری مسجد کسی مندر کو توڑ کر بنائی گئی تھی کوئی ثبوت نہیں تھا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ اس وقت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے غصہ میں یوپی کے وزیر اعلیٰ مسٹر جی وی پنت کو خط لکھ کر مسجد سے مورتیاں ہٹوانے کا حکم دیا تھا۔ ایڈوکیٹ مشتاق احمد نے بتایا کہ انیسویں صدی تک رام مندر بنانے کا مقدمہ صرف رام چبوترہ تک محدود تھا یہ عدالتی کاغذات اور دستاویزات سے ثابت ہے لیکن مورتیاں رکھنے کے بعد بابری مسجد پر ہی دعویٰ شروع ہو گیا۔ مسٹر احمد نے 1994 کے سپریم کورٹ کے فیصلہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس فیصلہ میں سپریم کورٹ نے کارسیوکوں کو مجرم اور غنڈہ قرار دیتے ہوئے

6دسمبر کے واقعہ کو قومی شرم سے تعبیر کیا تھا مگر ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

سردار پرم جیت سنگھ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آئین ہند کے ہوتے ہوئے آئینی ادارے بڑے بڑے گھوٹالے کر رہے ہیں اور اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے اس لئے اس آئین کو بچانے کے لئے اور ملک میں سماجی انصاف کے حصول کے لئے دوسری جنگ آزادی کی تحریک کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر محمد منظور عالم سکریٹری جنرل آل انڈیا ملی کونسل نے اپنے خطاب میں کہا کہ فہم عام (Common Sense) کسی بھی قانون کی بنیاد ہے۔ لیکن فیصلہ لکھتے وقت اس عام فہم کا استعمال نہیں ہوا۔ ہائی کورٹ کے تینوں ججوں نے مانا کہ چوری چھپے مسجد کے اندر رات کے اندھیرے میں مورتیاں رکھ دی گئی تھیں پرم ہنس رام چندر داس نے میڈیا کے سامنے قبول کیا تھا کہ مسجد کے اندر مورتیاں رکھنے والوں میں وہ بھی شامل تھے، پہلی فروری 1986 کو بابری مسجد مقدمات میں ایک اجنبی کی درخواست پر مسلم فریق کو بغیر سنے ہوئے عدالت نے مسجد کے تالے کھلوانے کا حکم پاس کر دیا، 6دسمبر 1992 کو سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے حکم امتناعی کے باوجود بابری مسجد شہید کر دی گئی۔ سپریم کورٹ نے اپنے 1994 کے فیصلے میں کہا ہے کہ بابری مسجد پر حملہ دراصل آئین ہند پر حملہ تھا اس کے باوجود الہ آباد ہائی کورٹ نے بابری مسجد کو رام مندر مان لیا۔ ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں اس بات کو مانا ہے کہ اپنی ایک دو نسل کے کسی فرد کے بارے میں اس کے گھر والے بھی نہیں بتا سکتے کہ اپنے گھر کے کس کونہ میں وہ پیدا ہوا تھا۔ اس کے باوجود ہائی کورٹ نے عقیدہ کی بنیاد پر یہ مان لیا کہ چوری چھپے جہاں مورتیاں رکھ دی گئی تھیں شری رام جی ٹھیک وہیں پیدا ہوئے تھے۔ ڈاکٹر عالم نے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اگر آئین ہند میں سینکڑوں خرابیاں ہیں تو لاکھوں اچھائیاں بھی ہیں۔ انہوں نے ہال میں بیٹھے ہوئے تمام حاضرین سے باآواز بلند یہ وعدہ لیا کہ آئین ہند کو بچانے، قانون کی حکمرانی کو باقی رکھنے، سماجی انصاف، جمہوری اقدار اور سیکولرازم کی بقا کے لئے آج جس دوسری جنگ آزادی کی تحریک کا اعلان ہوا ہے اس میں سارے لوگ اپنا تعاون دینگے۔

جسٹس اے ایم احمدی نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ ہم ہندوستانیوں نے خود سے آئین ہند کو اپنایا ہے۔ ہم ہندوستانی ہی سول سوسائٹی ہیں۔ اگر آئین پر حملہ ہوتا ہے، وہ خطرہ میں ہے یا اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آگے آئیں۔ ایودھیا فیصلہ کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ہندو اور مسلم کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ آئین ہند کی بقا کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ انصاف اور قانون کی حکمرانی کا مسئلہ ہے۔ سول سوسائٹی کو آگے آکر کہنا ہے کہ عقیدہ کی حکمرانی نہیں بلکہ قانون کی حکمرانی چلے گی۔ انہوں نے کہا کہ 22-23دسمبر 1949 کی رات میں جو ہوا وہ ٹریس پاس (Trespass) کا جرم تھا اور 6دسمبر 1992 کو جو ہوا وہ شرارت (Mischiff) کا جرم تھا اور ان دونوں جرموں کی سزا تعزیرات ہند میں درج ہے۔ ایودھیا فیصلے نے ان دونوں جرائم پر بغیر لکھے ہوئے عدالتی مہر لگا دی ہے۔ انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا کہ انیسویں صدی تک ہندوؤں کا دعویٰ صرف رام چبوترہ تک محدود تھا۔ جسٹس احمدی نے ڈاکٹر ونائک سین کی عمر قید کے عدالتی فیصلے کی مذمت کرتے ہوئے اسے جمہوریت کا فیصلہ نہیں بلکہ پولس راج کا فیصلہ بتایا۔ انہوں نے ارون دھتی رائے کے خلاف جو غداری کا مقدمہ قائم ہوا ہے اس کی بھی مذمت کی اور دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر سین اور مس رائے نے جو کچھ کیا یا کہا وہ غداری کی تعریف میں نہیں آتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آئین ہند کو بچانے، سیکولرزم اور جمہوری اقدار کی بقا، دلتوں اور اقلیتوں کو انصاف دلانے اور کرپشن کو ختم کرنے کے لئے سول سوسائٹی کو آگے آنا ہی ہوگا۔

جلسے کو خطاب کرنے والوں میں آل انڈیا ملی کونسل کے خزانچی جناب موجی خاں، سردار ایس ایچ گل، ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل، پروفیسر سوروپ سنگھ، ایس ایم اے کاظمی سابق چیئرمین یوپی اقلیتی کمیشن، چنڈی گڈھ کے سماجی کارکن راجیو گوڈارا اور بہت سے وکلاء اور دانشور تھے۔ آخر میں ایک نونکاتی قرارداد پیش کی گئی۔ مقامی طور پر مذاکرہ کا اہتمام سردار گروپ سنگھ نے کیا تھا جو ناظم مذاکرہ بھی تھے اور جو ہیلتھ کارپوریشن پنجاب کے وائس چیئرمین ہیں۔ انہوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ اس طرح کے پروگرام ڈاکٹر منظور عالم کے اشتراک سے ملک کے دوسرے حصوں میں بھی منعقد کئے جائیں گے۔

مذاکرہ کے سامعین کا ایک منظر

شاہ ولی اللہ ایوارڈ ۲۰۱۰ء کا اعلان

اسلام اور مسلمانوں کے لیے حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ کی خدمات جلیلہ کی یاد میں معروف فکری ادارہ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے ذریعہ شروع کے گئے شاہ ولی اللہ ایوارڈ کے سلسلہ میں شاہ ولی اللہ ایوارڈ ۲۰۱۰ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ اعلان شاہ ولی اللہ ایوارڈ بورڈ نے ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۰ کو آئی او ایس دفتر میں منعقد اپنی میٹنگ میں ماہرین کی رایوں کی روشنی میں کیا۔ ملحوظ رہے کہ ایوارڈ بورڈ، آئی او ایس کے تحت، ماہرین کا ایک آزاد ادارہ ہے۔ شاہ ولی اللہ ایوارڈ ۲۰۱۰ کا موضوع علم حدیث متعین کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ ایوارڈ عصر حاضر میں علم حدیث پر بیش قیمت خدمات انجام دینے پر ہندوستان کے معروف محدث جناب مولانا محمد تقی الدین ندوی مظاہری کو دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ یہ ایوارڈ ان شخصیات کو دیا جاتا ہے جنہوں نے عصری و دینی علوم کے میدانوں میں گراں قدر علمی خدمات انجام دی ہوں۔ شاہ ولی اللہ ایوارڈ ایک لاکھ روپے کے چیک، اور ایک سند توصیف اور ایوارڈ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایوارڈ کمیٹی کے ممبر سیکریٹری پروفیسر اشتیاق دانش کے مطابق اس ایوارڈ کی نامزدگی کے لیے مختلف علماء، دانشوروں، علمی مراکز اور مدارس کو خطوط بھیجے گئے تھے جن میں بہت ساری نامزدگیاں موصول ہوئیں۔ اس کے بعد ایوارڈ بورڈ نے اس سلسلہ میں غور و فکر کرنے کے بعد مولانا ندوی کا نام اس کے لیے طے کیا۔ یہ ایوارڈ فروری 2011 کو دہلی میں منعقد ہونے والی ایک تقریب میں دیا جائے گا۔

مولانا تقی الدین ندوی اعظمی نے مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ ازہر قاہرہ سے ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ علم حدیث ان کا خاص موضوع ہے اور انہوں نے ڈاکٹریٹ امام بیہقی کی کتاب الزہد الکبیر پر کیا ہے۔ یہ ایک مخطوطہ تھا جسے انہوں نے ایڈٹ کیا ہے ان کا دوسرا بڑا کام مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی کتاب بذل المجهود في حل سنن ابي داؤد کی ۱۸ جلدوں میں تخریج و تحقیق ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کتب حدیث، محدثین اور فن حدیث پر تقریباً ۲۰ کتابیں عربی اور اردو میں لکھی ہیں۔ آپ بیک وقت محدث، مصنف بھی ہیں اور محقق و سوانح نگار بھی۔ ساتھ ہی علم حدیث کی تدریسی خدمات بھی آپ نے ایک طویل عرصہ تک انجام دی ہیں۔

ایوارڈ کے ساتھ ہی جونیئر کیٹیگری کے لیے ''شاہ ولی اللہ کی خدمات حدیث'' پر ایک انعامی مقالہ لکھنے کا اعلان بھی کیا گیا تھا لیکن اس کیٹیگری میں موصولہ مقالات میں کوئی بھی مقالہ معیار مطلوب پر نہیں اترا اس لیے اس سال جونیئر کیٹگری میں انعام نہیں دیا جا رہا ہے۔

واضح رہے کہ شاہ ولی اللہ ایوارڈ ۲۰۱۰ کے لیے ایوارڈ بورڈ نے سوشیالوجی کا میدان منتخب کیا ہے۔ اور جونیئر کیٹیگری میں انعامی مقالہ کا عنوان Problems and Challanges facing the Indian Muslims (مسلمانان ہند کو درپیش مسائل و مشکلات) مقرر کیا ہے۔ یہ انعام ۲۵ ہزار روپیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

PRINTED MATTER

FROM
IOS KHABARNAMA
162, Jogabai Main Road
JAMIA NAGAR
NEW DELHI-110025

Published from Institute of Objective Studies, 162 Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delh- 110025
printed at Bharat Offset, 2035, Qasimjan Street, Delhi- 110006